بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعبان کا مہینہ
اور
شبِ براءۃ

محمد اشتیاق

امیر جماعت المسلمین



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شعبان کا مہینہ
اور
شبِ براءۃ

محمد اشتیاق

امیر جماعت المسلمین



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شعبان کا مہینہ اور شبِ براءۃ

قارئین کرام مذہبی دنیا میں علماء، مقررین اور مدرسین کا حال یہ ہے کہ کسی بات کو بیان کرتے وقت وہ یہ تکلیف گوارا نہیں کرتے کہ دیکھیں بات کس نے کہی ہے، کہاں سے کہی ہے، سچ کہی ہے یا جھوٹ۔ مطلب بیان کرنے سے ہے۔ اسی طرح جب یہ لوگ کسی حدیث کو بیان کرتے ہیں یا اُسے تحریر کرتے ہیں تو اتنی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ حدیث کو دیکھیں کیسی ہے۔ سند صحیح ہے یا ضعیف، متن صحیح ہے یا مضطرب، باطل ہے یا منکر، موقوف ہے یا مرفوع، حدیث کس کتاب میں ہے۔ الغرض تحریر و تقریر اور بیان کرنے سے مطلب ہے۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات موجود ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ نے نہیں کہی آپ کی طرف منسوب کر دی جائے موجبِ عذاب ہے، الامان الحفیظ۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے :-

مَنۡ یَقُلۡ عَلَیَّ مَا لَمۡ اَقُلۡ فَلۡیَتَبَوَّأۡ مَقۡعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (صحیح بخاری)

جس شخص نے مجھ پر ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی اس کو چاہیئے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اِتَّقُوا الۡحَدِیۡثَ عَنِّیۡ اِلَّا مَا عَلِمۡتُمۡ فَمَنۡ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلۡیَتَبَوَّأۡ مَقۡعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ...... (رواہ الترمذی ۵/۱۸۳ وسندہ حسن ولہ شواہد)

مجھ سے حدیث بیان کرنے سے بچو مگر جس حدیث کا تمہیں علم ہو کیونکہ جس شخص نے مجھ پر ارادتاً جھوٹ باندھا اس کو چاہیئے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

آپ اس منبر پر فرما رہے تھے :-

إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيثِ عَنِّي فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلْيَقُلْ حَقًّا أَوْ صِدْقًا وَمَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (رواه ابن ماجه وسنده حسن وله شواهد کثیرة)

مجھ سے حدیث بیان کرنے سے تم پر احتیاط لازم ہے۔ جو شخص مجھ سے منسوب کر کے کوئی بات کہے اس کو چاہیئے حق اور سچی بات کہے (کیونکہ) جس شخص نے کوئی ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو اس کو چاہیئے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈے۔

مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں عالم، مقرر اور مدرس حضرات کو وہی حدیث بیان کرنی چاہیئے جو صحیح ہو پایہ ثبوت کو پہنچتی ہو اور اگر کوئی شخص ایسی بات بیان کرتا ہے جو آپ نے نہیں کہی یعنی ضعیف یا موضوع حدیث بیان کرتا ہے تو اس کو چاہیئے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تلاش کرے۔ یہ تمہید ہم نے اس لئے لکھی ہے تاکہ ہم آپ کی توجہ ان احادیث کی طرف مبذول کرائیں جو ماہ شعبان کے سلسلہ میں روایت کی گئی ہیں یا تو وہ موضوع ہیں یا ضعیف۔ ملاحظہ فرمایئے :-

(۱) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ (رواه ابن ماجه ۱۳۸۸/۱ ورواه احمد)

جب نصف شعبان کی رات آئے اس رات کو قیام کیا کرو اور دوسرے دن روزہ رکھا کرو۔ اس رات کو سورج غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے: ہے کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا کہ میں اس کی بخشش کر دوں، ہے کوئی (مجھ سے) رزق طلب کرنے والا کہ میں اسے رزق دوں، ہے کوئی آزمائش سے دوچار کہ میں اسے (آزمائش سے) نجات دوں،

ہے کوئی فلاں فلاں کام کا متلاشی، ہے کوئی
فلاں فلاں کام کا متلاشی، اللہ تعالیٰ اس طرح
فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

قارئین کرام یہ حدیث موضوع یعنی جھوٹی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کو منسوب کرنا آپ کی طرف جھوٹ باندھنا ہے۔ علامہ ہیثمی مجمع الزوائد میں تحریر کرتے ہیں کہ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ لِضُعْفِ ابْنِ اَبِي سَبْرَةَ وَاِسْمُهٗ اَبُوْبَكْرِ بْنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بن ابی سبرة، قَالَ فِيْهِ احمدُ بنُ حَنْبَلَ وَ ابنُ معين يَضَعُ الحَدِيْثَ یعنی اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور ضعف ابن ابی سبرہ کی وجہ سے ہے۔ اس کا نام ابوبکر بن عبداللہ بن محمد ابن ابی سبرہ ہے۔ اس کے متعلق امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ (احادیث) گھڑا کرتا تھا۔ الغرض یہ حدیث موضوع یعنی جھوٹی ہے۔ مزید براں (تہذیب التہذیب ۱۲/۲۸) دیکھئے۔

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں داخل ہوئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ابو سعید خدری رضؓ سے کہا اے ابو سعید مجھے کوئی حدیث جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو بیان کرو...... پھر حضرت ابو سعید خدریؓ حد بیان کرتے ہیں :-

يَا عَائِشَةُ اَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنْ يَحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ، بَلْ اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ هٰذِهِ اللَّيْلَةُ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰهِ فِيْهَا عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ كَلْبٍ لَا يَنْظُرُ اللهُ فِيْهَا اِلَى مُشْرِكٍ وَلَا اِلَى مُشَاحِنٍ وَلَا اِلَى قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَا اِلَى مُسْبِلٍ وَلَا اِلَى

اے عائشہؓ کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے سلسلے میں کسی قسم کی ناانصافی کریں گے۔ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے کہا یہ نصف شعبان کی رات ہے اس رات کو اللہ تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر (دوزخیوں کو) آگ سے آزاد کرتا ہے لیکن اس رات کو اللہ تعالیٰ کسی مشرک

عَاقٍ لِوَالِدَیۡهِ ....

فَقَالَ لِیۡ یَا عَائِشَةُ تَاذَنِیۡنَ لِیۡ فِیۡ قِیَامِ هٰذِهِ اللَّیۡلَةِ۔ فَقُلۡتُ نَعَمۡ بِاَبِیۡ وَاُمِّیۡ فَقَامَ فَسَجَدَ لَیۡلاً طَوِیۡلاً حَتّٰی ظَنَنۡتُ اَنَّهٗ قُبِضَ فَقُمۡتُ اِلۡتَمَسۡتُهٗ وَوَضَعۡتُ یَدَیَّ عَلٰی بَاطِنِ قَدَمَیۡهِ فَتَحَرَّكَ فَفَرِحۡتُ وَسَمِعۡتُهٗ یَقُوۡلُ فِیۡ سُجُوۡدِهٖ ......

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۸۴)

کی طرف نظر عنایت نہیں کرتا اور نہ بغض و کینہ رکھنے والے کی طرف اور نہ رشتہ توڑنے والے کی طرف اور نہ ازار لٹکانے والے کی طرف اور نہ والدین کی نافرمانی کرنے والے کی طرف نظر کرتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا :- اے عائشہؓ کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ میں اس رات میں قیام کر دں۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہاں کیجئے۔ پھر آپ نے رات کو قیام کیا اور بہت طویل سجدہ کیا یہاں تک کہ میں سمجھی کہ آپ کی روح قبض ہو گئی۔ پھر میں نے آپ کو تلاش کیا اور میں نے اپنے ہاتھ کو آپ کے قدموں پر رکھا تو آپ نے حرکت دی۔ میں خوش ہو گئی اور میں نے سنا کہ آپ اپنے سجدے میں یہ دعا پڑھ رہے تھے......

یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابو رہم عثمان مجہول ہے (لسان المیزان) اور سلام الطویل متروک ہے۔ (تقریب) علاوہ ازیں محمد بن عیسیٰ بن حبان المدائنی متروک وضعیف ہے۔ (میزان الاعتدال ۳/۶۷۸) امام بیہقی شعب الایمان میں اُسے ضعیف لکھتے ہیں۔ الغرض یہ حدیث موضوع ہے۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں :-

فَقَدۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیۡلَةٍ فَخَرَجۡتُ اَطۡلُبُهٗ فَاِذَا هُوَ بِالۡبَقِیۡعِ، رَافِعٌ رَاۡسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ، فَقَالَ یَا عَائِشَةُ اَکُنۡتِ تَخَافِیۡنَ اَنۡ یَّحِیۡفَ اللّٰهُ عَلَیۡكِ وَ

ایک رات کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہیں پایا تو میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی، کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں ہیں اس حال میں کہ آپ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کئے ہوئے ہیں (آپ نے مجھے دیکھا تو

رَسُولُهُ ؟ قَالَتْ قَدْ قُلْتُ وَمَابِيْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّيْ ظَنَنْتُ إِنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَآئِكَ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ

(رواہ ابن ماجہ ۳۴۴/ ۱، ورواہ الترمذی واحمد)

فرمایا) اے عائشہ کیا تم اس بات کا خوف رکھتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے سلسلہ میں کسی قسم کی ناانصافی کریں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا ایسی تو کوئی بات نہیں ہے، البتہ میں سمجھ رہی تھی کہ آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کے پاس گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات آسمانِ دنیا پر اترتا ہے اور بنو کلب کی بکریوں کی گنتی سے زیادہ (اپنے بندوں کی) بخشش کر دیتا ہے۔

قارئین یہ حدیث بھی مخدوش ہے۔ قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى حَدِيْثُ عَائِشَةَ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الْحَجَّاجِ، سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ یعنی ابو عیسیٰ امام ترمذی کہتے ہیں کہ ہم عائشہ کی حدیث کو صرف حجاج کے طریق سے جانتے ہیں، میں نے محمد یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے (اس حدیث کے بارے میں) سنا ہے وہ اس حدیث کو ضعیف کہتے تھے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں: يَحْيٰى ابْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ۔ یحییٰ ابن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا۔ وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ يَحْيٰى ابن ابی کثیر اور حجاج بن ارطاہ نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے نہیں سنا، قَالَ أَبُوْ زُرْعَةَ لم يسمع من عروة وَقَالَ ابو حاتم ما أراه سمع منه (تہذیب) یعنی امام ابوزرعہ کہتے ہیں یحییٰ ابن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا اور امام ابوحاتم بھی کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ یحییٰ ابن ابی کثیر نے عروہ سے سنا ہو۔ (رواہ الترمذی ۲/ ۱۱۷)

لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے اور ضعیف ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے شعب الایمان میں اور بھی کئی روایات مروی ہیں مگر تمام ضعیف ہیں۔ مثلاً:-

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں:-

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَامَ فَصَلّٰى (اَرْبَعَةَ) عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ الْفَرَاغِ فَقَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ (اَرْبَعَ عَشْرَةَ) مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مَرَّةً وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اَرْبَعَةَ عَشْرَةَ مَرَّةً وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مَرَّةً وَاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ مَرَّةً (لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ) الْاٰيَةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ سَأَلْتُهٗ عَمَّا رَاَيْتُ مِنْ صُنْعِهٖ قَالَ مَنْ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِيْ رَاَيْتَ كَانَ لَهٗ عِشْرِيْنَ سَنَةً مَقْبُوْلَةً فَاِنْ اَصْبَحَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ كَصِيَامِ سَنَتَيْنِ سَنَةً مَاضِيَةً وَسَنَةً مُسْتَقْبِلَةً

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۸۷)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف شعبان کی رات کو دیکھا آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے چودہ رکعت نماز پڑھی، پھر آپ بعد فراغت بیٹھ گئے، پھر آپ نے اُم القرآن یعنی سورۃ الفاتحہ چودہ مرتبہ پڑھی، پھر آپ نے قل ھو اللہ احد چودہ مرتبہ پڑھی، پھر آپ نے چودہ مرتبہ قل اعوذ برب الفلق پڑھی، پھر آپ نے چودہ مرتبہ قل اعوذ برب الناس پڑھی اور ایک مرتبہ آیت الکرسی پڑھی اور یہ آیت (لقد جاءکم رسول من انفسکم) پڑھی۔ پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اس چیز کے بارے میں جو عمل آپ نے کئے معلوم کیا۔ آپ نے فرمایا جو شخص ایسا عمل جیسا تم نے دیکھا ہے کیا تو (اس کے نامۂ اعمال میں) بیس مقبول سال لکھ دئے جاتے ہیں اور اگر اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ روزے دار ہو تو اس کے لئے دو سال کے روزے یعنی ایک سال ماضی کے روزے اور ایک سال مستقبل کے روزے لکھ دئے جاتے ہیں۔

قال الامام احمد یشبہ ان یکون ھذا الحدیث موضوعا وھو منکر (شعب الایمان) یعنی امام احمدؒ کہتے ہیں یہ حدیث شبہ ہے کہ موضوع اور منکر ہو سند یہ ہے، احمد بن عبد الکریم عن خالد الحمصی عن عثمان بن سعید بن کثیر الحمصی عن محمد بن المہاجر فذکر حدیثا منکرا

موضوعًا وعنہ احمد بن محمد جابر قال البیہقی الثلاثۃ مجہولون (لسان المیزان ۲۱۵/۱)

قارئین کرام احمد بن عبد الکریم نے یہ ایک منکر جھوٹی حدیث روایت کی ہے جو آپ کے سامنے ہے اور امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس میں تین راوی مجہول ہیں لہٰذا یہ بھی بے کار ہے۔

⑤ اسی سلسلہ کی ایک اور حدیث ہے وہ بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں :۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ یُصَلِّیْ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ قَدْ قُبِضَ فَلَمَّا رَأَیْتُ ذٰلِکَ قُمْتُ حَتّٰی حَرَّکْتُ اِبْہَامَہٗ فَتَحَرَّکَ فَرَجَعْتُ فَلَمَّا رَفَعَ اِلَیَّ رَأْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِہٖ قَالَ یَا عَائِشَۃُ اَوْ یَا حُمَیْرَاءُ اَظَنَنْتِ اِنَّ النَّبِیَّ قَدْ خَاسَ بِکِ قُلْتُ : لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلٰکِنِّیْ ظَنَنْتُ اِنَّکَ قُبِضْتَ بِطُوْلِ سُجُوْدِکَ فَقَالَ اَتَدْرِیْنَ اَیَّ لَیْلَۃٍ ھٰذِہٖ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ ھٰذِہٖ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَطَّلِعُ عَلٰی عِبَادِہٖ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِلْمُسْتَغْفِرِیْنَ وَیَرْحَمُ الْمُسْتَرْحِمِیْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کھڑے ہوئے (اور) نماز پڑھنے لگے پھر آپ نے لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ میں سمجھی کہ (اللہ نے) آپ کی روح قبض کر لی ہے۔ پھر جب میں نے ایسا دیکھا میں کھڑی ہوئی یہاں تک کہ میں نے آپ کے انگوٹھے کو حرکت دی تو آپ نے انگوٹھے کو ہلایا، میں واپس آگئی۔ پھر جب آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا اور اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا اے عائشہ یا اے حمیراء کیا تم سمجھتی ہو کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے ساتھ ناانصافی کریں گے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم ایسا نہیں ہے لیکن آپ کے زیادہ دیر تک سجدہ کرنے کی وجہ سے میں یہ سمجھی کہ آپ کی روح قبض ہو گئی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کونسی رات ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ نصف شعبان کی رات

وَيُؤَخِّرُ اَهْلَ الْحِقْدِ كَمَا هُمْ
(رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۸۳)

ہے، اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔ پھر بخشش طلب کرنے والوں کی بخشش کر دیتا ہے اور رحم کی درخواست کرنے والوں پر رحم کرتا ہے اور آپس میں بغض رکھنے والوں کو جب تک وہ اسی حالت میں ہیں چھوڑ دیتا ہے۔

یہ حدیث بھی باطل ہے۔ امام بیہقی کہتے ہیں: قلت هذا مرسل جيد ويحتمل ان يكون العلاء بن الحارث اخذه من مكحول والله اعلم وقد روى فى هذا الباب احاديث مناكير رواتها قوم مجهولون (شعب الایمان) یعنی میں کہتا ہوں یہ حدیث مرسل اچھی ہے اور ہو سکتا ہے علاء بن الحارث نے یہ حدیث مکحول سے لی ہو اور اللہ جانتا ہے کہ اس باب میں مجہولین کی ایک جماعت نے بہت سی منکر احادیث روایت کی ہیں وہ منکر روایات اس سلسلہ میں مانع ہیں۔

مزید برآں اس حدیث کے رواۃ میں "ابو عبید اللہ اسمہ احمد بن عبد الرحمن بن وھب صدوق تغیر باخرۃ" (تقریب) یعنی ابو عبید اللہ ان کا نام احمد بن عبد الرحمن بن وھب ہے صرف سچے ہیں اور آخری عمر میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ معلوم نہیں حافظہ خراب ہونے کے بعد انہوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے یا حافظہ صحیح ہونے کی حالت میں۔

"عمی" اس راوی کا نام زید بن الحواری ہے اور یہ بھی ضعیف ہے (تقریب)

"حسین بن ادریس" باطل اور بے بنیاد روایات روایت کرتا ہے (میزان ولسان)

لہٰذا یہ حدیث بھی باطل ہے۔

(۶) حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ، فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن

بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو ارض دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی تمام مخلوق کی بخشش فرما دیتا ہے مگر مشرک

ماجہ ۴۴۵/۱) اور آپس میں بغض رکھنے والوں کی
(بخشش نہیں کرتا)

یہ حدیث ضعیف ہے۔ عبد اللہ ابن لہیعہ ضعیف ہیں اور علامہ سندی کہتے ہیں "ابن عرزب" نے ابو موسیٰؓ کو نہیں پایا اور یہی بات امام منذری نے بھی کہی ہے اور عبد الرحمٰن بن عرزب مجہول ہے (تقریب التقریب ۴۹۱/۱ و مجمع الزوائد) لہٰذا یہ حدیث بھی مخدوش ہے۔

اسی مضمون کی احادیث اور بھی صحابہ کرام سے مروی ہیں مگر سب ضعیف ہیں۔

مثلاً :-

(۷) یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے مگر ضعیف ہے۔

(۸) یہ حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے مگر ضعیف ہے۔

(۹) ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے مگر ضعیف ہے۔

(۱۰) حضرت عوف بن مالکؓ سے مروی ہے مگر ضعیف ہے۔ الغرض اگر ہم ان روایات کی بھر مار سے حدیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیں تب بھی ان احادیث میں یہ کہاں ہے کہ نصف شعبان کی رات کو جاگو، قبرستان جاؤ، ساری رات ہوٹلوں اور دوسری تفریحات میں گذارو، ساری رات نقاریر اور مختلف فیہ غیر مسنونہ عبادات میں شب بیداری کرو۔

ان احادیث سے جو سبق ملتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا جائے نہ اس کی ذات میں اور نہ اس کے حقوق میں اور نہ اس کی صفات میں، آپس میں ایک دوسرے سے بغض و کینہ نہ رکھا جائے، محبت اور اخوت سے زندگی بسر کی جائے اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کردیا جائے۔

لیکن اکثر لوگ ایسا کرنے سے مطلقاً عاری ہیں۔ آپس میں دشمنی اور عناد کا بازار گرما گرم ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خون کا پیاسا دکھائی دیتا ہے، قتل و غارت گری عام ہے۔ سکون اور امن کا اس معاشرے میں نام و نشان نہیں ہے۔ غرضیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سبق آموز باتیں بتائیں تھیں ان کو تو فراموش کر دیا گیا اور وہ باتیں جن کا ثبوت سنت میں ہے ہی نہیں ان باتوں پر عمل ہو رہا ہے۔ ان احادیث کی بنیاد

پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا جائے اور آپس میں بغض و کینہ نہ رکھا جائے۔

علاوہ ازیں آتشبازی کرنا، آتشبازی کروانا یعنی بعض لوگ ایسے ہیں جو آتشبازی فروخت کرتے ہیں، بعض لوگ اپنے بچوں کو روپے دیتے ہیں کہ وہ آتشبازی خرید کر لائیں اور بعض لوگ خود ہی خرید کر اپنے بچوں کو لا کر دیتے ہیں۔ بعض حضرات اور خصوصاً خواتین حلوہ بناتی ہیں اور اس کام کو اتنے شوق سے کرتی ہیں گویا کہ یہ عمل دینِ اسلام کا کوئی اہم جزو ہے۔ مرد حضرات اس میں شریک ہوتے ہیں شریک ہی نہیں ہوتے بلکہ بہت روپیہ خرچ کرتے ہیں اور تو اور ہمارے معاشرے کے مولوی حضرات نے اس فعل کو جائز قرار دے دیا اور اب وہ یہ کہہ کر اس عمل کو جاری رکھے ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ اُحد میں دانت مبارک شہید ہوا تھا تو انہوں نے حریرہ پکوا کر کھایا تھا لہٰذا حلوہ بنانا جائز ہے۔ بعض مولوی حضرات نے کہا کہ نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسور کی دال پکوا کر کھائی تھی۔ انہی بے بنیاد باتوں پر بعض حضرات صبح کو حلوہ بنواتے اور شام کو مسور کی دال پکواتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بہت اچھا کام انجام دے رہے ہیں۔

قارئین کرام نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حریرہ پکوا کر کھایا اور نہ مسور کی دال بنوا کر کھائی تھی۔ یہ دنیا پرست مولوی حضرات کے فتوے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان باتوں کا دینِ اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور اس قسم کے فتوے دے کر یہ اُس حدیث کے مصداق بن رہے ہیں کہ ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا (صحیح بخاری) خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔

شعبان کے مہینہ میں جو کام کر سکتے ہیں وہ درج ذیل ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں :۔

مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهٗ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے پورے مہینہ کے روزے رکھتے ہوئے دیکھا اور میں نے آپ کو شعبان کے مہینہ میں بہت زیادہ روزے رکھتے ہوئے دیکھا۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَرَكَ تَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ

میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نہیں دیکھا کہ مہینوں میں سے کسی مہینہ کے آپ اس قدر روزے رکھتے ہوں جس

عنه بين رجب ورمضان وهو شهر
ترفع فيه الأعمال إلى رب العلمين
فأحب أن يرفع عملي وأنا صائم
(رواه النسائي وسنده صحيح مرعاة ورواه البيهقي
في شعب الايمان ۳۷۷/۳)

قدر روزے آپ شعبان کے مہینہ میں رکھتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ مہینہ
ہے کہ (جس مہینہ سے) لوگ بے خبر رہتے ہیں
یعنی رجب و رمضان کے درمیان اور یہ وہ مہینہ
ہے کہ جس مہینہ میں لوگوں کے اعمال رب
العلمین کی طرف بلند کئے جاتے ہیں تو میں یہ چاہتا
ہوں کہ میرے عمل بھی اللہ کی طرف بلند کئے جائیں
اور میں روزے دار ہوں۔

ماہ شعبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے اس وجہ سے کہ ماہ شعبان میں اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا ہمیں بھی اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں اور اپنے عمل کا محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

أن النبي صلى الله عليه وسلم قال
لرجل هل صمت من سرر هذا الشهر
شيئا قال لا فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم فإذا أفطرت من
رمضان فصم يومين مكانه (صحيح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص سے فرمایا کیا تم
نے اس مہینہ کے وسط میں کچھ روزے رکھے؟ اس شخص
نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جب تم رمضان کے روزوں سے فارغ
ہو جاؤ تو اس کی جگہ دو روزے رکھنا۔

مندرجہ بالا احادیث سے پندرھویں تاریخ کے روزے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے لہٰذا پندرہویں تاریخ کا روزہ ضرور رکھے اگر کسی وجہ سے نہ رکھ سکے تو رمضان کے روزے رکھنے کے بعد اس روزے کی جگہ دو روزے رکھ لے۔ یعنی شوال میں۔ "سرر" کی تفسیر آخر میں دیکھئے۔

پندرہ شعبان کے بعد روزے نہ رکھے | حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا بقي نصف من شعبان فلا تصوموا
(رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان
(کے دن) آدھے باقی رہ جائیں پھر روزے نہ
رکھو۔

جب شعبان کا مہینہ آدھا ہو جائے تو روزے رکھنا بند کر دے اور رمضان شریف کے

عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى
فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا
رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ
رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَ
فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ
رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي
وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ
انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ
فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ
فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ
فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ
فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ
فَقَالَ مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً
قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ لَتُخْبِرِينِي أَوْ
لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي
فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي
رَأَيْتُ أَمَامِي؟ قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي
فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ
قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ
وَرَسُولُهُ؟ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ
يَعْلَمْهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ
أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ
مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا جب میری وہ رات
آئی جس رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس
ہوتے تھے، آپ واپس تشریف لائے اپنی چادر
رکھی، اپنی جوتیاں اُتار دیں اور ان دونوں جوتیوں
کو اپنے دونوں قدموں کے پاس رکھدیا اپنے
بستر پر اپنے کپڑے کا کچھ حصہ بچھایا اور پھر اس
پر لیٹ گئے۔ پھر آپ نہیں ٹھہرے مگر کچھ دیر
(اور) آپ نے سمجھا کہ میں سوگئی ہوں۔ پھر آپ
نے آہستہ سے اپنی چادر لی، آہستہ سے (اپنی)
جوتیاں پہنیں اور دروازہ کھولا پھر نکل گئے۔
پھر آہستہ سے دروازہ بند کردیا۔ پھر میں نے بھی
اپنی قمیص لی، اس کو پہنا اور اپنی چادر اوڑھی
اور میں نے (اپنے آپ کو) اپنے ازار سے ڈھانک
لیا اور میں آپ کے پیچھے نکلی، یہاں تک کہ آپ
جنت البقیع تشریف لے گئے۔ پھر کھڑے ہو گئے
اور کافی دیر کھڑے رہے۔ پھر آپ نے تین مرتبہ
اپنے ہاتھوں کو بلند کیا، پھر آپ واپس ہوئے تو
میں بھی واپس ہوئی۔ پھر آپ کچھ تیز چلے تو میں بھی
تیز چلی، آپ کچھ اور تیز رفتار ہوئے تو میں
بھی کچھ اور تیز رفتار ہوگئی، پھر آپ اور
مستعدی سے چلے (اور میں جلدی سے) گھر میں
داخل ہوگئی اور سیدھی جاکر لیٹ گئی، آپ گھر
میں داخل ہوئے اور آپ نے فرمایا اے
عائشہ تمہارا سانس پھول رہا ہے، حضرت
عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا ایسی تو کوئی بات

يَكُونُ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ اَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ اَنْ تَسْتَوْحِشِي. فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَاْتِيَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ اَقُوْلُ لَهُمْ؟ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ قُوْلِيْ۔ اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لاهلها ص ۶۶۹)

نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا (اے عائشہ بتادو) ورنہ اللطیف الخبیر مجھے بتادے گا. حضرت، عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہو جائیں (بتاتی ہوں) پھر میں نے سب کچھ بتادیا (تو آپ نے فرمایا) تب ہی تو میں کہوں یہ میرے آگے آگے سایہ کس کا ہے (اچھا وہ تم تھیں) میں نے کہا جی ہاں میں تھی۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر اتنی زور سے مارا کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہی تھیں کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے سلسلہ میں حق تلفی کریں گے. حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا اچھا جو باتیں لوگ چھپاتے ہیں اللہ ان باتوں کو جان لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں۔ (آپ نے فرمایا) جس وقت تم نے مجھے دیکھا تھا اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے انہوں نے مجھے پکارا اور پھر انہوں نے تم سے آواز کو پوشیدہ کیا۔ میں نے جواب دیا اور میں نے بھی تم سے (جواب) کو پوشیدہ کیا اور تمہارے پاس وہ نہیں آئے اور میں نے یہ سمجھا کہ تم نے کپڑے اتار دیئے ہیں اور تم سو گئی ہو اور میں نے برا سمجھا کہ میں تمہیں جگاؤں اور مجھے اندیشہ ہوا کہ تم ڈر جاؤ گی۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ جنت البقیع والوں کے لئے دعاء بخشش کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جنت البقیع میں جاؤں تو میں کیا پڑھوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کہنا: اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ

اللہُ بکمُ تلاحِقُونَ۔

قارئین کرام مندرجہ بالا احادیث سے جو باتیں ثابت ہوتی ہیں وہ مختصراً یہ ہیں :۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنت البقیع جانا اور اہلِ بقیع کے لئے دعاءِ بخشش کرنا۔

(۲) عورت کا قبرستان جانا۔

(۳) قبرستان میں دعاء کا پڑھنا۔

(۴) شعبان کے مہینہ کا کوئی ذکر نہیں۔

(۵) پندرہ شعبان کا کوئی ذکر نہیں۔

(۶) پندرہ شعبان کو قیام اللیل کا بھی کوئی ذکر نہیں۔

لہٰذا موجودہ دور میں شعبان کے سلسلہ میں جتنی بھی غیر مسنونہ عبادات ہو رہی ہیں وہ سب بے ثبوت اور خلافِ سنت ہیں۔

حقیقی لیلۃ القدر

قارئین کرام اب ہم آپ کی توجہ اس رات کی طرف مبذول کراتے ہیں۔ جو رمضان کی راتوں میں آتی ہے۔ جس رات کی گواہی قرآن مجید بھی دیتا ہے اور احادیث صحیحہ بھی دیتی ہیں۔ جس رات کا پالینا ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

(اے رسول) ہم نے اس (قرآن مجید) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے، آپ کو کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے، لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، فرشتے اور روح (الامین) اس رات میں اپنے رب کی اجازت سے ہر کام لے کر نازل ہوتے ہیں، (اس رات میں) سلامتی ہی سلامتی ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَ

جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور